خوشبو بھری سیاہیاں

اس دن بہت گرمی تھی۔ شام ڈھلے کچھ ٹھنڈک ہوئی تھی پھر رات کو تو ٹھنڈی ہوا بھی چلنے لگی تھی۔ حالانکہ وقت زیادہ نہیں ہوا تھا شاید نو ساڑھے نو بجے تھے۔ لیکن سناٹے کی وجہ سے لگتا تھا کہ بہت رات بیت گئی ہے۔

ہم سب اس وقت بڑے ہال میں لیٹے اپنے اپنے مشاغل میں گم تھے۔ ہمارا یہ ہال بیک وقت میٹنگ روم ڈائننگ روم اور ٹی وی لاؤنج کا کام دیتا تھا۔

قدیم طرز کا درختوں میں گھرا ہوا اپنا یہ گھر ہم سب کو بہت عزیز تھا۔ اونچی چھتوں والے کھلے کھلے کمرے، رنگین شیشوں والے دروازے کھڑکیاں، دونوں اطراف برآمدے، لان اور اوپر کی منزل کی کشادہ بالکونیاں جن پر لگی چنبیلی کی گھنی بیلیں فضا کو ہمہ وقت مہکائے رکھتی تھیں۔

اطلاعی گھنٹی کی تیز آواز نے ہم سب کو ہی چونکا دیا۔

"اف توبہ، یہ اس وقت کون آگیا۔" میں نے ہزار بار کی پڑھی ہوئی "ایلس ان ونڈرلینڈ" کو بند کرتے ہوئے کوفت سے سوچا۔

بچوں کے لیے لکھا گیا عالمی ادب ہمیشہ سے ہی میری کمزوری رہا ہے۔ ان دیکھی دنیاؤں کی سیر کراتے یہ

ناولٹ

Scanned by CamScanner

پریوں، شہزادوں، جادوگروں، بونوں اور مچھیروں کے کردار میرے لیے جادوئی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ سب میرے بچپن کے ساتھی ہیں۔ آج بھی جب کہ زندگی دھواں اُڑاتی ٹرین کی طرح بھاگی چلی جا رہی ہے، میں کچھ نہ کچھ وقت نکال کر انہیں ضرور پڑھتی ہوں۔ یہ مجھے بہت متاثر کرتے ہیں۔

اس دفعہ انٹرکام کی ٹون بھی بجنے لگی۔ سو اسد کو ناچار اٹھنا ہی پڑا کیونکہ ابا اوپر اپنی اسٹڈی روم میں تھے اور چچا پچھلے کمرے میں دوستوں کے ساتھ مصروف تھے۔

"اسد! پوچھے بغیر دروازہ نہ کھول دینا۔" امی سے رہا نہ گیا اور وہ اسد کے پیچھے پیچھے برآمدے تک پہنچ گئیں لیکن وہ شاید گیٹ کھول چکا تھا کیونکہ ایک دم ہی کچھ ملی جلی آوازوں نے مجھے بھی کتاب چھوڑنے پر مجبور کر دیا

Scanned by CamScanner

تھا۔ کچھ حیرت اور خوشی میں ڈوبی ہوئی آوازیں تھیں۔
میں ہال کے دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ امی اور اسد کی معیت میں تین اجنبی چہرے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔
"ارے یہ نازی ہے نا؟ ماشاء اللہ کتنی بڑی ہو گئی ہے' بالکل تمہاری تصویر ہے فرخندہ۔" سب سے آگے آتی ہوئی خاتون نے مجھے گلے لگاتے ہوئے امی سے کہا۔
"بالکل ٹھیک پہچانا آپ نے مومنہ آپا۔" امی کے لہجے میں بے پناہ خوشی تھی۔
"ظہیر بھائی' آپ اطلاع کر دیتے تو کوئی آپ کو اسٹیشن لینے چلا جاتا' گھر تلاش کرنے میں کتنی دقت ہوئی ہو گی آپ کو۔"
امی اب مومنہ آپا کے ساتھ آنے والے صاحب سے مخاطب تھیں۔
اب کسی تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔ میں اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ یہ مومنہ خالہ ہیں۔ امی کی اکلوتی ماموں زاد بہن جو کہ کراچی میں رہتی تھیں جن سے ہم عائلانہ طور پر تو متعارف تھے لیکن کراچی اور لاہور کے فاصلے کی وجہ سے کئی سالوں سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔
ان کے ساتھ خالو ظہیر کے علاوہ ایک اور ہستی بھی تھی جو اس وقت میری ساری دلچسپی کا مرکز تھی' یہ رفی آپا تھیں۔ مومنہ خالہ کی اکلوتی صاحبزادی۔ بلا کی جاذبیت تھی ان کے سراپے میں۔ اتنی چمکدار سنہری رنگت جیسے۔ میرے ذہن میں کوئی تشبیہ نہیں آ رہی تھی جیسے تازہ شدہ یا گندم کا خوشہ' دوسری نمایاں چیز ان کی آنکھیں تھیں۔ دوستانہ چمک لیے ہوئے گہری کالی آنکھیں جن کا گھنی پلکوں نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ سیدھی مانگ کے ساتھ لمبی سی چوٹی ان کے چہرے کا بہت معصوم تاثر دے رہی تھی۔
لمحے بھر کے لیے تو وہ مجھے اپنی کسی پڑھی ہوئی کہانی کا کردار ہی لگیں۔
"نازی' چلو اٹھو کھانا نکالو' اور اسد تم اپنے ابا کو اوپر اسٹڈی روم میں مومنہ آپا کے آنے کی اطلاع دو۔" امی کی آواز نے میری محویت کو توڑا۔
"نہیں فرخندہ! کھانا تو ہم ٹرین میں کھا چکے ہیں' اب تو نازی بیٹا تم گرما گرم چائے پلا دو۔" امی کی بات ختم ہوتے ہی مومنہ خالہ بول پڑیں۔
"آپا! کھانا بھلا ٹرین میں کیوں کھلایا' جب یہاں میرے پاس آ رہی تھیں۔" امی نے پیار بھری ناراضی دکھائی تو مومنہ خالہ اور خالو ظہیر دونوں ہنس پڑے۔
"ارے بھئی اپنے ہاں ٹرینوں کے ٹائم کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ صحیح وقت پر پہنچا دیں گی یا کئی گھنٹے لیٹ ہو جائیں گی' سو اسی لیے ہم سات بجے کھا پی کر فارغ ہو گئے اور اب پورے ایک ہفتے یہاں رہوں گی تمہارے پاس۔" مومنہ خالہ نے محبت سے کہا۔
میں چائے کے لیے اٹھی۔ تو رفی آپا بھی میرے ساتھ کچن میں چلی آئیں۔ ذرا ہی دیر میں وہ مجھ سے بے تکلف ہو گئی تھیں بلکہ یہ کہیے کہ میں ان سے بے تکلف ہو گئی' جو کہ خاصی حیران کن بات تھی کیونکہ میں جلد ہی نئے لوگوں کے ساتھ گھلتی ملتی نہیں۔ اس کا سارا کریڈٹ رفی آپا کے حد درجہ دوستانہ رویے کو جاتا تھا۔
میں نے شامی کباب تلنے کے لیے فرائی پین میں رکھے اور دیگر لوازمات کے لیے ٹرالی سیٹ کرنے لگی۔ رفی آپا میرے منع کرنے کے باوجود مسلسل میری مدد کر رہی تھیں۔ ہم دونوں نے ذرا سی دیر میں ایک دوسرے کے متعلق اچھا خاصا جان لیا تھا۔
وہ چند سال قبل گریجویشن کرنے کے بعد ایک گرامر اسکول میں پڑھا رہی تھیں۔ جواباً میں نے بھی فخر سے اپنے بی ایس سی فائنل کی اسٹوڈنٹ ہونے کی اطلاع انہیں دی۔
"بس رفی آپا' اب آپ بیٹھ جائیں۔" میں نے قریبی پڑا اسٹول انہیں دیا اور چائے دم پر رکھنے لگی۔
"ارے ٹرین میں بیٹھے بیٹھے ٹانگیں دکھ گئی ہیں' کھڑے رہنے میں زیادہ مزا آ رہا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی کچن کے پچھلے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئیں۔

Scanned by CamScanner

یہ دروازہ پچھلے لان کی طرف کھلتا تھا۔ دو تین سیڑھیاں نیچے اتر کر یہ چھوٹا سا لان امی کے شوق اور محنت کی بدولت سارا سال پھولوں سے لدا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ایک کمرہ بھی تھا جو باہر کی طرف دائیں ہاتھ کی گلی میں کھلتا تھا۔ گھر سے الگ تھلگ ہونے کی بنا پر اشو چچا اپنے دوستوں کو زیادہ تر وہیں بٹھاتے تھے۔ ایک طرح سے وہ منی ڈرائنگ روم تھا۔

"میں پہلے کبھی کراچی سے باہر نہیں گئی اس لیے ٹرین کے سفر کی عادت نہیں ہے۔" وہ سادگی سے بولیں۔ تو میں سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ کون کہتا ہے کہ بڑے شہروں میں معصومیت عنقا ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تو قدرت کا ودیعت کردہ جوہر ہے جو کہیں بھی پایا جا سکتا ہے۔

ان کی بات بمشکل ختم ہوئی تھی کہ اچانک پیچھے کا دروازہ زور سے کھلنے پر وہ بری طرح لڑکھڑا گئیں۔

"ارے نازی! یہ دروازے کے ساتھ کیا لگا کر رکھ دیا ہے۔" اندر داخل ہونے والے اشو چچا تھے۔ جن کی نظر جملہ پورا کرتے کرتے رنی آپا پر پڑ چکی تھی۔ میں نے صاف محسوس کیا کہ وہ لمحے بھر کے لیے کچھ کھو سے گئے تھے لیکن یہ صرف ایک پل کے لیے تھا' وہ فوراً ہی خود کو سنبھال چکے تھے۔

"سوری! آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔ حالانکہ اصولاً" تو یہ سوال آپ کو کرنا چاہیے تھا۔" ان کی فطری شوخی لوٹ آئی تھی۔

"جی وہ نہیں' نازی چائے بن گئی کیا؟" رنی آپا اس حملے کے لیے قطعی طور پر تیار نہیں تھیں۔

"اشو چچا' یہ رنی آپا ہیں۔ میرا مطلب ہے رفیعہ' کراچی والی مومنہ خالہ کی بیٹی' دراصل پہلی دفعہ یہاں آئی ہیں نا' اسی لیے آپ پہچان نہیں سکے۔" میں نے اس طرح سے تعارف کرایا جیسے میں تو برسوں سے رنی آپا سے واقف تھی۔

"یقین کیجیے' اپنی اس بے خبری پر شرمندہ ہی نہیں رنجیدہ بھی ہوں۔ بائی داوے' آپ نے آنے میں اتنی دیر کیوں کر دی۔ آپ کو تو بہت پہلے یہاں آجانا چاہیے تھا۔" وہ سر جھکا کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئے تو رنی آپا حقیقتاً" گڑبڑا گئیں۔

"نازی میں اندر جا رہی ہوں۔ شاید امی آواز دے رہی ہیں۔" وہ میرا جواب سنے بغیر چھپاک سے کچن سے باہر نکل گئیں۔

"بہت بری بات ہے اشو چچا' آپ نے انہیں کنفیوژ کر دیا' کیا سوچیں گی بھلا وہ آپ کے بارے میں۔"

"ارے وہ کیا سوچیں گی' فی الحال تو انہوں نے ہمیں سوچ میں ڈال دیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اشو چچا نے بھی دروازے کا رخ کیا تو مجھ سے رہا نہ گیا۔

"آہم... خیر تو ہے۔ آپ کو بھی بڑی جلدی ہے' کچھ کچھ دال میں کالا ہے کیا؟" میں جو ان کی ہمیشہ سے لاڈلی اور بقول امی کے "سر چڑھی" بھتیجی تھی' کیسے چپ رہ سکتی تھی۔

"جب کچھ کالا یا پیلا نظر آئے گا تو ضرور بتا دیں گے' فی الحال تو روشنی اتنی تیز ہے کہ نظریں خیرہ ہوئی جا رہی ہیں۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے دروازے پر رک کر کہا اور باہر نکل گئے۔

موقع بے موقع ہوائی قلعے بنانے کی عادت نے اس وقت بھی مجھ پر شدت کے ساتھ حملہ کر دیا تھا' سوئرالی کے ساتھ ہال تک پہنچتے پہنچتے میں مستقبل کے کئی منظر اپنے پسندیدہ رنگوں سے سجا چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

اگلی صبح بڑی ہنگامہ خیز تھی۔ امی نے صبح ہی سب رشتے داروں کو فون پر مومنہ خالہ کے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ لہٰذا گیارہ بجے سے ہی مہمانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا سب سے پہلے آنے والوں میں ماموں جان کی فیملی تھی۔

"جیسے ہی مومنہ کے آنے کا سنا' فوراً" ہی دوڑی چلی آئی ہوں۔" مامی جن سے اپنے بھاری بھرکم وجود کے ساتھ چلنا پھرنا بھی دوبھر تھا' ان کے منہ سے دوڑنے کا ذکر سن کر مجھے اپنی ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔

Scanned by CamScanner

ان کے پیچھے ہمیشہ کے خاموش طبع ماموں جان اور صائمہ باجی تھیں۔ انتہائی نخریلی اور پرلے درجے کی شو باز۔ باوجود اس کے کہ وہ میرے اکلوتے ماموں کی صاحبزادی تھیں' میری ان کی کبھی انڈر اسٹینڈنگ نہ ہو سکی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کبھی مجھے لفٹ کرانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی میں جوان کی اداؤں سے ویسے ہی خائف رہتی تھی اور ان سے کھنچتی چلی گئی۔

عجیب طبیعت پائی تھی صائمہ باجی نے' ہر کسی کو اپنے سے کم تر سمجھنا' ہر اچھی چیز پر اپنا تسلط جمانا ان کی عادت تھی۔ امی نے لاڈ پیار اور ہر بات میں انہیں بے جا شہ دے کر بالکل ہی ناکارہ کر کے رکھ دیا تھا۔ جب کہ ان کے برعکس تیمور بھائی یعنی صائمہ باجی کے اکلوتے بڑے بھائی' بہت ہی اچھی عادت کے مالک تھے۔ ملنسار' انتہائی حساس اور دوسروں کا خیال رکھنے والے۔

امی کہتی تھیں کہ تیمور بھائی بالکل ماموں جان کی کاپی ہیں' لیکن مجھے اس پر یقین نہیں آتا تھا۔ اس لیے کہ تیمور بھائی تو بولنے کے ایسے دھنی تھے کہ بات بات پر پھلجھڑیاں چھوڑا کرتے تھے۔ جب کہ ماموں جان کو تو میں نے ضرورت کے وقت بھی دو لفظوں میں بات ختم کرتے دیکھا تھا۔ ہاں ایک شفیق سی مسکراہٹ ضرور ان کے چہرے کو گھیرے رکھتی تھی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بچپن میں ایک دفعہ جب چھوٹی خالہ انگلینڈ سے آئی ہوئی تھیں تو امی نے کیسے ایک ٹھنڈی سانس لے کر ان سے کہا تھا۔

"میرا ہیرے جیسا بھائی' بیوی کی بدمزاجی اور پھوہڑ پن سے بالکل ٹوٹ کر رہ گیا ہے۔"

اس وقت تو میں یہ بات سمجھ نہیں سکی کہ اچھا بھلا صحیح و سالم انسان کس طرح ٹوٹ جاتا ہے لیکن عمر کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے شعور آتا گیا تو یہ ادراک بھی ہوا کہ صرف شریف عورتیں ہی برے مردوں کے پلے بندھ کر ساری زندگی سزا کے طور پر نہیں گزارتیں۔ کئی گھرانوں میں ایسے شریف مرد بھی پائے جاتے ہیں جو گھریلو سکون قائم رکھنے کے لیے زندگی بھر اپنے وجود کی کرچیاں سمیٹتے رہتے ہیں' چاہے انگلیاں کتنی ہی فگار ہو چکی ہوں۔

"بیٹا نازی' ہمارے لیے چائے اوپر بھجوا دینا۔" ماموں جان نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور زینے کی طرح مڑ گئے کیونکہ ابا چھٹی کی وجہ سے آج گھر پر ہی تھے۔ ماموں جان چھٹی کا دن ان کے ساتھ اسٹڈی میں ہی گزارا کرتے تھے اور آج تو خالو ظہیر بھی تھے۔

"تم سناؤ' آخر اتنے برسوں بعد رشتے داروں کی یاد کیسے آ گئی' تم تو عرصے سے سب کو بھلائے بیٹھی تھیں۔" امی کے لہجے میں وہ طنز تھا جو اب ان کا خاصہ بن چکا تھا۔

اشو چچا تو کہتے تھے کہ امی کے شناختی کارڈ میں ان کی شناخت "کلٹ دار لہجہ" ہی لکھنا چاہیے تھا۔

"بس بھابھی! دل تو بہت چاہتا تھا لیکن کچھ تو کراچی کے حالات' کچھ میرا اپنا جوڑوں کا درد' ان سب وجوہات کی بنا پر نکلنے کی ہمت ہی نہ ہوئی' اور اب بھی رنی کے ابو اپنے بزنس کے سلسلے میں یہاں آ رہے تھے تو میں نے بھی پروگرام بنا لیا۔" مومنہ خالہ نے امی کی جرح کے جواب میں صفائی پیش کی تو انہوں نے بے نیازی سے سر ہلا دیا۔

یہ جو امی خود ہر دوسرے مہینے کراچی کا چکر لگاتی ہیں اپنی بہن کے گھر کا بھلا آج تک گئی ہیں مومنہ خالہ کے گھر' لیکن میں یہ کہہ نہ سکی۔ صرف سوچ کر رہ گئی۔

"بیٹی کا کہیں رشتہ رشتہ طے کیا؟ میری صائمہ سے تو پورے چھ مہینے بڑی ہے رفیعہ۔" انہوں نے "چھ" پر کچھ اس طرح زور دیا گویا چھ سال ہوں۔ میں نے شکر ادا کیا کہ رنی گیا ابھی ابھی کمرے سے باہر نکلی تھیں۔

"نہیں بھابھی! ابھی تو کہیں نہیں کیا' اللہ مالک ہے جب اس کا حکم ہو گا ہو جائے گا۔" مومنہ خالہ نے رسان سے کہا۔

"آپ تیمور کی سنائیں' خیریت سے تو ہے' کوئی فون

Scanned by CamScanner

وغیرہ آیا۔" مامی ابھی یقیناً" کچھ اور کہتیں اسی لیے امی نے دانستہ طور پر تیمور بھائی کا ذکر چھیڑا جو پچھلے چار مہینے سے اپنی کمپنی کی طرف سے کسی شارٹ کورس کے لیے جاپان گئے ہوئے تھے۔

"ہاں ہاں خیر سے بالکل ٹھیک ہے' رات ہی فون آیا تھا۔ ابھی آتے آتے دو ڈھائی ماہ لگ جائیں گے۔" مامی کے جواب پر میں نے سکھ کا سانس لیا کہ مجھے معلوم تھا کہ اب اگلے ایک گھنٹے ان کا موضوع گفتگو کیا ہوگا۔

دوپہر کے کھانے میں ابھی خاصی دیر تھی۔ آج امی نے بہت اہتمام کیا تھا۔ میرے اور امی کے لاکھ منع کرنے کے باوجود رفی آپا صبح سے ہی باورچی خانے میں میرے ساتھ لگ گئی تھیں۔ وہ اتنی پھرتی سے کام کو سمیٹتی تھیں کہ مجھے حیرت ہونے لگتی۔ نرگسی کوفتے اور مرغ کڑھائی تیار ہو چکی تھی۔ فرائی مچھلی کے لیے مچھلی کو مسالا بھی لگا دیا تھا۔

"پلاؤ کھانے سے ذرا دیر پہلے دم کریں گے۔" یہ کہہ کر رفی آپا نے یخنی تیار کر کے رکھ دی تھی۔ لہٰذا اس وقت فراغت کا احساس ہو رہا تھا۔

چائے کے لوازمات کے ساتھ میں نے دوبارہ ہال میں قدم رکھا تو حسب توقع مامی کی تیز آواز گونج رہی تھی۔

"ارے لڑکیوں کی کیا کمی ہے' ایسے ایسے اونچے گھرانوں کی لڑکیوں کے پیغام آرہے ہیں میرے بچے کے لیے کہ کیا بتاؤں' کیا بتاؤں کیا سسرال' ہر جگہ لوگ آس لگائے بیٹھے ہیں' جہاں جاتی ہوں لوگ تواضع میں بچھے جاتے ہیں۔" انہوں نے میرے ہاتھ سے گاجر کے حلوے کی پلیٹ لیتے ہوئے کہا تو میں سٹپٹا کر رہ گئی۔

"ارے بھاڑ میں جائیں یہ اور ان کے بیٹے' لو بھلا ہم تو اپنے گھر آنے والے ہر مہمان کی حسب توفیق مہمان نوازی کرتے ہیں۔ یہ نہ جانے کیا کیا مطلب نکالتی ہوں گی۔" میں اندر ہی اندر کھول رہی تھی۔

"بڑے مقدر والی لڑکی ہوگی' جو میرے تیمور کی دلہن بنے گی۔ کس چیز کی کمی ہوگی اسے' خیر سے آٹھ سیٹ' چوڑیاں اور کڑے تو میں بنوا کر رکھ چکی ہوں۔ جھومر اور ٹیکا بھی جڑاؤ ہے۔ اس کی شادی ہوتے ہوتے دو چار سیٹ اور بن جائیں گے ان شاء اللہ۔"

تیمور بھائی کی ہونے والی دلہن کے زیورات کی تفصیل مجھے گزشتہ کئی برسوں سے ازبر ہو چکی تھی۔

"اللہ مبارک کرے' آپ کو اپنے بچوں کی خوشیاں دکھائے' کب تک ارادہ ہے تیمور کی شادی کا۔" مومنہ خالہ نے بڑے خلوص سے پوچھا۔

"پہلے کوئی ڈھنگ کی لڑکی تو نظر آئے' میں تو دیکھ دیکھ کر تھک چکی ہوں۔ کتنے ہی ملنے والوں سے کہہ رکھا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ اچھی لڑکیاں تو ساری بیاہی گئی ہیں۔" انہوں نے نہایت احمقانہ بات کی تو میں غصے کے باوجود ہنس پڑی۔

"یہ ڈھنگ کی لڑکیاں کیسی ہوتی ہیں مامی۔"

"ارے بیٹا' یہی کہ ناک نقشہ اچھا ہو' باپ بھائی کھاتے پیتے ہوں۔" وہ باتوں کے ساتھ ساتھ خود بھی کھانے پینے سے پورا انصاف کر رہی تھیں شاید اسی لیے کھانے پینے پر زور تھا۔

"یہ اشعر کہاں ہیں' کیا ابھی تک سو کر نہیں اٹھے۔" صائمہ باجی نے بے زار سے لہجے میں مجھ سے پوچھا۔ وہ اشو چچا کی غیر موجودگی میں اسی طرح منہ بنائے بیٹھی رہتی تھیں۔

"جاؤ اسد' جا کر اٹھاؤ انہیں۔" میرا جواب سنے بغیر وہ اسد سے مخاطب ہوئیں۔ لہجے میں بڑا استحقاق تھا۔ اشو چچا میں صائمہ باجی اور مامی کی دلچسپی ہم لوگوں سے ڈھکی چھپی نہیں تھی۔

"ارے نہیں بیٹا' سونے دو اسے' ایک چھٹی کا دن ہی تو غریب کو ملتا ہے آرام کے لیے' نہیں تو صبح کا نکلا رات گئے تک مصروف رہتا ہے۔" امی کو ہم سب سے زیادہ اشو چچا کا خیال رہتا تھا۔

امی جب ـــــ بیاہ کر آئیں تو اشو چچا بہت کم عمر تھے۔ یعنی صرف چار سال کے' امی ان کی سگی چچا زاد بہن بھی تھیں۔ پھر میں بھی امی کی شادی کے ٹھیک

Scanned by CamScanner

ساڑھے چار سال بعد پیدا ہوئی۔ اس طرح طویل عرصے تک اشو چچا گھر کے اکلوتے بچے بنے رہے۔

میری پیدائش سے پہلے دادا جان اور دادی جان کے یکے بعد دیگرے انتقال سے اشو چچا امی کے بہت نزدیک ہو چکے تھے۔ امی کو ان سے والہانہ محبت تھی۔ ان کے اچھے بھلے نام اشعر کو بھی امی کی محبت نے ہی مختصر کر کے اشو کر دیا تھا۔ اب جب کہ وہ چند سالوں سے اپنا ایم بی اے مکمل کر کے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ایک اچھی پوسٹ پر فائز تھے۔ امی کے نزدیک اسد خلیفی اور مجھ سے کہیں بڑھ کر اہمیت رکھتے تھے اور وہ تو خیر امی ابا اور ہم تینوں پر جان لٹاتے ہی تھے۔

"رفی آپا! آپ کے بال ماشاء اللہ کتنے خوب صورت ہیں اور سیدھی مانگ بھی آپ پر کتنا سوٹ کرتی ہے۔" میں نے فوراً" زور سے کہا کیونکہ میں نوٹ کر رہی تھی کہ صائمہ باجی رفی آپا کو مسلسل نظر انداز کر رہی ہیں۔

"بھئی مجھے تو بڑی الجھن ہوتی ہے لمبے بال دیکھ کر، کوھادن تو ان کو سلجھانے میں لگ جاتا ہے اور نہ ہی کوئی خاص ہیر اسٹائل بن سکتا ہے۔"

صائمہ باجی اپنے سامنے کسی اور کی تعریف بھلا کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔

"ایسے تو نہ کہیں صائمہ باجی، جو حسن لمبے بالوں میں ہے وہ ہمارے ان چھوٹے چھوٹے بالوں میں کہاں۔" میں نے مصنوعی ٹھنڈی سانس بھری اب میں ان سے اختلاف رائے کا مزا لینے لگی تھی۔

"کس کے حسن کا ذکر ہو رہا ہے بھئی ہم بھی تو سنیں۔" اشو چچا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولے۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام، بھئی بڑی محفل جمی ہوئی ہے۔" انہوں نے ہاہی وغیرہ کی طرف رخ کیا۔ صبح اٹھ کر سب کو سلام کرنے کی روایت کو ہم نے اپنے گھر میں پوری طرح قائم رکھا ہے۔ امی کہتی ہیں اس طرح سارا دن گھر میں سلامتی اور برکتوں کا نزول جاری رہتا ہے۔

"شکر ہے آپ اٹھے تو سہی، میں تو بور ہو گئی تھی۔" صائمہ باجی نے بڑی نزاکت سے کہا۔

"اخاہ، صائمہ جی بھی آئی ہیں، زہے نصیب، زہے نصیب۔ کہیے کیا حال چال ہے۔" اشو چچا نے اس طرح چونکنے کی ایکٹنگ کی جیسے ان کی ابھی ابھی صائمہ باجی پر نظر پڑی ہے۔

"ہم تو اکثر یاد کر لیتے ہیں، آپ نے ہی تیمور بھائی کے جانے کے بعد ہمارے گھر میں قدم نہیں رکھا ہے، فون کرو تب بھی آپ نہیں ملتے۔" صائمہ باجی اپنی اس پذیرائی پر نہال تھیں۔

"ارے آپ فون پر ملنے کی بات کرتی ہیں، ہم تو کل سے خود اپنی تلاش میں ہیں۔" دوسرا فقرہ خاصا دھیرے سے کہا گیا تھا۔ لیکن رفی آپا کا چہرہ گلابی پڑتا جا رہا تھا۔ نظروں کا مرکز بھی تو وہی تھیں۔

"میں تو آج سخت بور ہو رہی ہوں، آؤ سنگ کا پروگرام رکھ لیتے ہیں۔" اب صائمہ باجی پوری طرح موڈ میں آ چکی تھیں۔ پہلے والی بے زاری کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔

"ہاں ہاں ضرور، آخر ہمیں اپنے مہمانوں کو بھی تو سیر کرانی ہے اپنے شہر کی، کیوں رفعہ! آپ بھی تو کچھ رائے دیں۔" وہ براہ راست رفی آپا سے مخاطب ہوئے تو وہ جو خاموش بیٹھی سب کی باتیں سن رہی تھیں دھیرے سے مسکرا دیں۔

"میں کیا بتاؤں، آپ کا شہر ہے۔" میں نے محسوس کیا تھا کہ رات کی بہ نسبت اب وہ خاصی پُر اعتماد تھیں۔ رات شاید ایک دم نئے ماحول اور نئے لوگوں کی وجہ سے وہ کچھ کنفیوژ ہو رہی تھیں لیکن اب وہ بالکل پُرسکون تھیں۔ حتیٰ کہ صائمہ باجی کی خود پسند اور کلیمیرس شخصیت بھی ان پر ذرہ برابر اثر انداز نہیں ہوئی تھی۔ ہاں ایک حجاب ان کی شخصیت کا حصہ ضرور تھا۔ جو ان کی آنکھوں سے، بات چیت سے، اٹھنے بیٹھنے سے غرض کہ ان کی ذات کے ہر رنگ میں نمایاں تھا۔

یہ حجاب بھری خود اعتمادی مجھے بہت پیاری لگ رہی تھی اور کسی اور کو شاید مجھ سے بھی زیادہ۔

Scanned by CamScanner

"آپ آخر کہاں گم ہیں، کچھ اتا پتا بھی ہے یا آپ پر بھی ہمارا والا وائرس حملہ آور ہو رہا ہے۔" اشو چچا نے میرے آگے ہاتھ ہلایا تو میں بھی اپنے خیالوں سے باہر آ کر ہنس پڑی۔

ثمائمہ باجی کو شاید آؤٹنگ کے پروگرام میں اوروں کو اہمیت دینا اچھا نہیں لگ رہا تھا اسی لیے وہ پھر سے بے زار نظر آنے لگیں۔

"اف بھئی آخر یہ تمہارے گھر میں اس قدر شور شرابا کیوں مچا رہتا ہے۔ یہ اسد اور فیضی کو تم منع کیوں نہیں کرتیں۔" وہ مجھ سے مخاطب تھیں۔

"اسد اور فیضی تو میرے گرو ہیں بھئی، جہاں کا پروگرام وہ بنائیں گے وہیں چلا جائے گا۔" اشو چچا نے دونوں کو پیار سے دیکھا تو وہ دونوں جو اپنے خواہ مخواہ ہی لپیٹ میں آجانے سے کچھ شرمندہ سے نظر آنے لگے تھے دوبارہ سے تفریح کا پروگرام بنانے لگے۔

☼ ☼ ☼

مومنہ خالہ بڑے کمال کی خاتون تھیں۔ ہر وقت مصروف رہتی تھیں۔ آج انہیں آئے ہوئے پانچواں دن تھا۔ وہ در حقیقت ہر فن مولا تھیں۔ گھریلو امور کے متعلق کوئی چیز ایسی نہ تھی جو ان کی دسترس سے باہر ہو اور ایسی ہی تربیت انہوں نے رنی آپا کی بھی کی تھی۔ وہ بھی گھنٹوں کا کام منٹوں میں نبٹا لیا کرتی تھیں۔ پچھلے چند دنوں میں چونکہ روزانہ ہی سہ پہر سے گھومنے پھرنے کی تیاری شروع ہو جاتی تھی لیکن وہ صبح سے ہی اٹھ کر سارا کام ختم کر دیتی تھیں۔ دوپہر اور رات کا کھانا بنانے کی ذمہ داری ہم دونوں کی تھی۔ امی کو تو مومنہ خالہ اپنے پاس سے اٹھنے ہی نہیں دیتی تھیں۔

رنی آپا کے ہاتھ میں ذائقہ بھی بہت تھا۔ جس روز ہم سارا دن باہر گزارنے کے لیے شالامار باغ گئے اس دن تو ان کی بنائی ہوئی ساری چیزیں بہت ہی زبردست تھیں۔ چکن، ویجی ٹیبل رولز، پزا، دہی بڑے، گولا کباب، پائن ایپل کیک اور کئی چیزیں میں نے ان دنوں ان سے سیکھی تھیں۔

امی اور ابا تو ان کے گرویدہ ہو چکے تھے اسد اور فیضی بھی رنی آپا یہ، رنی آپا وہ کی گردان جاری رکھتے تھے۔ چند دنوں میں ہی ایسا لگتا تھا کہ وہ ہمارے گھر کی اہم فرد بن چکی ہیں۔

"کیا ہوا تمہارا کیک ابھی تک بنا نہیں۔" اسد نے چوتھی بار کچن میں آکر جھانکا۔

"جب بن جائے گا تو تم تک بھی پہنچ جائے گا۔ بے صبرا پن مت دکھاؤ۔" میں نے اپنے دو سال بڑا ہونے کا فائدہ اٹھایا۔

"ویسے رنی آپا! آپ کو تو میرا رواں رواں دعائیں دے رہا ہے جو آپ کی بدولت ہمیں بھی کچھ کھانوں کی ورائٹی نصیب ہو گئی، ورنہ یہ نازی تو آلو گوشت، بھنڈی گوشت، لوکی گوشت، روز ایک نئی سبزی گوشت میں ڈال کر پکانے سے زیادہ کچھ نہیں جانتی تھی۔" وہ بھی ایک نمبر کا ڈھیٹ تھا۔

"سچ کہہ رہا ہوں، آپ ابھی کچھ عرصہ اور رک جائیں، ہم غریبوں پر بڑا احسان ہو گا۔" اس نے شرارت سے بات پوری کی تو میں اس کی بات پر آنے والا غصہ بھول کر اس کی ہمنوا ہو گئی۔

"واقعی رنی آپا! ابھی مت جائیں۔ خالہ اور خالو کو جانے دیں۔ ہم آپ کو بعد میں خود چھوڑ آئیں گے پلیز۔"

"کیسے رک سکتی ہوں نازی، اسکول سے ایک ہفتے کی چھٹی بھی بڑی مشکل سے ملی ہے۔ ایسا کرو اگلے مہینے تم لوگ کراچی کا پروگرام بنا لو۔ سچ بڑا مزا آئے گا۔"

"ارے ہم کہاں نکل سکتے ہیں فیضی کے امتحانوں تک۔" میں نے مایوسی سے کہا۔

"مان جائیے نا، کیوں بچوں کا دل توڑ رہی ہیں۔ دل رکھنا تو بڑے ثواب کا کام ہے۔" پتا نہیں اشو چچا کب کمرے میں آئے۔

سفید شلوار قمیص میں ان کا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا۔ ڈارک براؤن آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھی ہوئی تھی۔ مجھے تو وہ اس وقت اتنے اچھے لگ رہے تھے کہ

Scanned by CamScanner

میں نے ان پر سے نظر ہٹالی مبادا میری ہی نظر نہ لگ جائے۔

"اسکول کا مسئلہ نہ ہوتا تو ضرور رک جاتی' وہاں میری عدم موجودگی میں بڑا مسئلہ ہو رہا ہوگا۔" رفی آپا نے دھیرے سے پلکیں جھپکائیں۔

"مسئلہ تو خیر یہاں بھی ہوگا مگر مشکل یہ ہے کہ اس کی سنگینی کا آپ احساس ہی نہیں کر رہیں۔" اشو چچا کے جملے معنی خیز ہوتے جا رہے تھے۔ اسد تو خیر کب کا باہر جا چکا تھا لیکن میرے لیے رفی آپا کے چہرے پر اترتے رنگ دیکھنا ایک بہت خوب صورت تجربہ تھا۔

☼ ☼ ☼

آج شام کی ٹرین سے مومنہ خالہ وغیرہ کو واپس جانا تھا۔ ظہیر خالو کا کام تو تین دن میں ہی ختم ہو چکا تھا۔ لیکن ہمارے پُرزور اصرار پر وہ تقریباً" ایک ہفتہ رک گئے تھے۔ وہ بڑے خوش مزاج اور سنجیدہ شخص تھے۔ ان کی باتیں بڑی پُرلطف تھیں۔ نہ جانے کہاں کہاں کے قصے چھیڑے رکھتے تھے۔ ابا سے تو ان کی پہلے سے ہی بہت ہم آہنگی تھی کیونکہ کبھی کبھار جب ابا کراچی جاتے تھے تو ان ہی کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ اب تو خیر ابا کو بھی گئے ہوئے سات آٹھ سال کا عرصہ بیت گیا تھا۔

اور تو اور ماموں جان بھی ان دنوں ہمارے گھر تقریباً" روز آنے لگے تھے۔ ظہیر خالو کی صحبت نے انہیں بھی خاصا خوش و خرم کر رکھا تھا۔ ایک روز ماموں جان نے ان کی اور ہم سب کی دعوت بھی کی تھی۔

ہفتہ گزرنے کا پتا بھی نہیں چلا تھا۔ رفی آپا کی محبت میرے دل میں بہت گہری ہو چکی تھی اور اب تو اشو چچا کی وجہ سے وہ مجھے اور بھی پیاری ہو گئی تھیں۔

ان سات دنوں میں اشو چچا کیا سے کیا ہو گئے تھے۔ شوخی تو خیر شروع سے ان کی فطرت کا حصہ تھی۔ لیکن کسی خاص ہستی کی طرف ان کا واضح جھکاؤ میں نے پہلی دفعہ محسوس کیا تھا۔ صائمہ باجی اور مامی کی اپنی ذات میں نمایاں پسندیدگی رکھنے کے باوجود انہوں نے کبھی ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی تھی بلکہ ایک مناسب فاصلہ ملنے جلنے میں برقرار رکھتے تھے۔ ہاں تیمور بھائی ان کے عزیز از جان دوست تھے۔ اشو چچا کا یہی گریز مامی کی خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ تھا۔ اس کا ہم سب کو احساس تھا۔

"بچوں کے امتحانوں سے فارغ ہو کر ان شاء اللہ میں اور نازی کے ابو فوراً" آپ کے ہاں حاضر ہوں گے۔" امی خالو ظہیر سے مخاطب تھیں۔

"ہاں ہاں بھئی ضرور تمہارا اپنا گھر ہے اور صرف تم دونوں کیوں' بچوں نے اور اشعر میاں نے کیا قصور کیا ہے۔" انہوں نے گرمجوشی سے جواب دیا۔

"ایک دفعہ تو ہم دونوں کو ہی آنے دیجئے پھر خیر سے سب کے ساتھ آئیں گے۔" امی کے لہجے میں خوشی کی کھنک اتنی واضح تھی کہ مومنہ خالہ سے باتوں میں مصروف مامی نے ایک گہری نظر امی پر ڈالی۔

میرا دل خوشی سے دھک دھک کرنے لگا۔ کیا امی نے بھی وہ تحریر پڑھ لی تھی جو پہلی خوشی بن کر اشو چچا کے چہرے پر رقم تھی۔

میری نگاہ برآمدے کی سیڑھیوں سے پھسلتی ہوئی سامنے لان کی طرف سے آتی رفی آپا پر پڑی۔ لائٹ پنک کلر کے چکن کاٹن کے سوٹ میں وہ ڈھیر سارے پھولوں کی ٹہنیاں اٹھائے ان ہی کا حصہ لگ رہی تھیں۔ وہ روزانہ ہال میں رکھے گلدانوں میں تازہ پھولوں کی کئی خوب صورت ٹہنیاں لگا دیتی تھیں۔ برآمدے کی سیڑھیوں کی طرف آتے ہوئے وہ مجھے اپنے قدیم طرز کے گھر میں بہت فٹ محسوس ہوئیں' جیسے وہ اسی ماحول کا حصہ ہوں۔

سر جھکائے سیڑھیاں چڑھتی رفی آپا نہ جانے کس دھن میں تھیں کہ سائیڈ کے کمرے سے نکل کر سیڑھیوں کا رخ کرتے اشو چچا سے بری طرح ٹکرا گئیں۔ اگر اشو چچا بروقت انہیں تھام نہ لیتے تو وہ بری طرح سیڑھیوں سے گر جاتیں ان کے تھامے ہوئے سارے پھول اشو چچا کے قدموں میں اس طرح پڑے

Scanned by CamScanner

بھر کے لیے ایسا لگا جیسے وقت ساکن ہو گیا ہے۔ فضا میں کوئی آہٹ تک نہیں' دونوں آگہی کے خوب صورت احساس کی گرفت میں تھے۔ لیکن یہ صرف ایک لمحہ تھا فوراً ہی رنی آپا خود کو سنبھال کر ان پھولوں کو چننے لگیں۔ جنہیں ہوا کے تیز جھونکے نے سیڑھیوں پر پھیلا دیا تھا۔ اشو چچا سیڑھیاں اترتے سیدھے پورچ کی طرف چلے گئے۔

میری نظر اچانک ہی صائمہ بلاجی پر پڑی جو برآمدے میں پڑی کین کی کرسی پر بیٹھی پوری طرح سے ان دونوں کی طرف ہی متوجہ تھیں غصہ' نفرت' جلن کا احساس' کتنے ہی منفی جذبے ان کی آنکھوں سے عیاں تھے ان کی لودتی ہوئی آنکھوں کی آنچ مجھے بہت قریب محسوس ہونے لگی۔ مجھے ان سے ڈر سا لگنے لگا۔

"گھبرانے کی کیا بات ہے اگلے مہینے امی کا پروگرام ہے کراچی جانے کا' ایک دفعہ کوئی باقاعدہ بندھن بندھ جائے پھر کوئی کیا بگاڑ سکے گا۔" میں نے خود کو جیسے تسلی دی۔ ذرا سی دیر میں مہمانوں کی آمد نے مجھے دوسری طرف مصروف کر دیا۔ آج سب مومنہ خالہ وغیرہ سے الوداعی ملاقات کے لیے آرہے تھے۔

ٹرالی کے ساتھ کچن سے ہال تک کے متواتر چکروں میں ذرا دیر پہلے کی گھبراہٹ میں یکسر بھول چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

رنی آپا وغیرہ کو گئے آج چوتھا دن تھا۔ ہم سب ہی انہیں بہت مس کر رہے تھے۔ اتنا بڑا گھر خالی خالی لگ رہا تھا۔ میں نے رنی آپا وغیرہ کے جاتے ہی امی سے ان کا ارادہ معلوم کر لیا تھا۔

"نازیہ! ذرا فون تو دو اٹھا کر' دو تین دن سے بھائی جان کے گھر کی خیر خبر نہیں' کم از کم خیریت ہی معلوم کر لوں۔" امی کی آواز پر میں کارڈلیس اٹھا کر برآمدے سے ہال میں آگئی۔ ساموں جان کا نمبر ملا کر فون امی کے ہاتھ میں تھما دیا۔

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
- بال اگاتا ہے
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے

قیمت -/150 روپے

سوہنی ہیئر آئل 212 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں ہی خریدا جا سکتا ہے ایک بوتل کی قیمت صرف -/150 روپے ہے دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے ..... -/360 روپے
3 بوتلوں کے لئے ..... -/500 روپے
6 بوتلوں کے لئے ..... -/1000 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آرڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس: 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار کراچی۔

فون نمبر: 32735021

Scanned by CamScanner

بھائی جان میں سے کسی کو بلانا۔" امی ماموں جان کے ہاں کام کرنے والے لڑکے سے مخاطب تھیں۔

"کب گئے، خیریت تو تھی۔" امی کے لہجے پر میں جو نیچے بیٹھی، خوامخواہ لیفی کی کتابوں کو الٹ پلٹ کر رہی تھی، چونک سی گئی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ آئیں تو مجھے اطلاع کر دینا وعلیکم السلام۔"

"بھابھی جان کا بھی کچھ پتا نہیں چلتا، اب بھلا بیٹھے بٹھائے کراچی جانے کی کیا تک تھی۔" امی ٹیلی فون بند کر کے مڑیں۔

"کون کون گیا ہے امی۔" مجھے بے حد بے چینی ہوئی۔

"تینوں ہی گئے ہیں، سلیم بتا رہا تھا کہ ویسے تو سب خیریت ہے بس ایک دم ہی پروگرام بن گیا۔" امی کا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

"بابی ایئر گئے ہیں، کل رات واپسی ہے۔" امی کچھ اور بھی کہہ رہی تھیں لیکن مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ ماہی کی معنی خیز نظریں اور رانی آپا کو گھورتی صائمہ باجی کی آنکھوں کی تپش مجھے ایک بار پھر سخت گھبراہٹ کا شکار کر گئی تھی۔

"امی! آپ اور ابا اسی ہفتے اشو چچا کی بات پکی کر دیں جا کر، لیفی کا کیا ہے، اس کی پڑھائی میں دیکھ لوں گی۔" میں نے دل میں کتے ہوئے وسوسوں کو دباتے ہوئے امی سے کہا۔

"بیٹا! لیفی یہاں تو مجھے کہیں اکیلا جانے نہیں دیتا، بھلا کراچی کیسے جانے دے گا پندرہ دن کی تو بات ہے۔ اسے اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گی، ورنہ یہاں تو خود کو ہلکان کر لے گا۔" امی کا کہنا صحیح ہی تھا کیونکہ لیفی بیس سال کا ہونے کے باوجود امی سے ہی ہر وقت الجھ رہتا تھا۔

"چلو خیر اللہ مالک ہے، یہ پندرہ دن بھی گزر ہی جائیں گے۔"

میں نے خود کو سمجھانا چاہا لیکن دل میں ایک بے کلی سی تھی۔

☼ ☼ ☼

"امی! ماہی اور صائمہ باجی آئی ہیں۔" اسد نے لان سے ہی آواز لگائی۔ تو میں جلدی سے کچن سے باہر آ گئی۔

"آخر تمہیں کب عقل آئے گی اسد! اتنے بڑے ہو کر بچوں کی طرح چلاتے ہو۔" صائمہ باجی حسب عادت اسد پر ناراض ہوتی آ رہی تھیں، ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔

"السلام علیکم بھابھی جان! خیر تو تھی، یہ ایسے ایک دم کراچی کیسے جانا ہو گیا۔"

امی اپنی بھابھی کے استقبال کے لیے برآمدے کی سیڑھیوں پر پہنچ چکی تھیں۔

"ہاں سب خیر ہی ہے، ذرا سانس تو لے لوں۔" ماہی ذرا سا چل کر ہی بری طرح ہانپ جاتی تھیں۔

"آج تو بڑا خوش قسمت دن ہے جو اشعر بھی گھر پر نظر آ رہے ہیں۔" صائمہ باجی نے چہکتے ہوئے اشو چچا پر نظر ڈالی جو آج ذرا جلدی آفس سے آ گئے تھے۔

"ارے ہمارا کیا ہے ہم تو مزدور آدمی ہیں۔ آپ سنائیں، یہ اتنی ساری مٹھائی کس خوشی میں ہے۔" وہ خوش دلی سے ہنسے، امی اور ابا کے ارادوں سے آگہی کے بعد سے تو مسکراہٹ ان کے لبوں سے جدا ہی نہیں ہوتی تھی۔

"خیر سے تیمور کا رشتہ دے کر آئی ہوں مومنہ کے ہاں، اسی کی مٹھائی ہے۔" ماہی نے امی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"کس کے ساتھ، کیا رانی آپا سے۔" میرے منہ سے بمشکل نکلا۔

"ارے تو اور ان کی کون سی دو چار بیٹیاں ہیں۔" صائمہ باجی کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔

مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے چاروں طرف برف سی گر رہی ہو، ساری آوازیں جیسے کسی گہرے کنوئیں سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ بہت ہمت کر کے میں نے اشو چچا کی طرف دیکھا۔ ان کی خوب صورت

Scanned by CamScanner

براؤن آنکھوں میں جیسے ہزاروں ' لاکھوں ٹوٹے ستاروں کی کرچیاں تھی۔

وہ جیسے ایک خواب کے عالم میں کھڑے تھے۔ سرخی مائل گندمی چہرہ بالکل سفید پڑ چکا تھا۔ مجھے ڈر لگنے لگا کہ انہیں کچھ ہو نہ جائے اچانک وہ تیزی سے مڑے اور بنا کسی سے کچھ کہے باہر کی سائیڈ پر بنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

"ارے اشعر! کہاں جا رہے ہو۔ رکو تو' ابھی تو ہم آئے ہیں۔" صائمہ باجی کی آواز فتح مندی کا احساس لیے ہوئے تھی۔

"ان کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں' چائے کا کہنے آئے تھے۔" مجھے معلوم تھا کہ وہ اس وقت تنہائی چاہ رہے ہوں گے اسی لیے بات بنائی ورنہ صائمہ باجی تو ان کے پیچھے ان کے کمرے تک پہنچ جاتیں اور مجھے اپنے اشو چچا کا بھرم قائم رکھنا تھا۔

"اللہ مبارک کرے۔ کیا مومنہ آپا نے ہاں کر دی۔" امی بمشکل خود کو سنبھال سکی تھیں۔

"ہاں ہی سمجھو' میرے تیمور میں آخر کمی کیا ہے' یہ کہو کہ رسما" سوچنے کے لیے کچھ وقت مانگا ہے۔" امی کی باتوں سے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے رشتہ مانگ کر مومنہ خالہ پر کوئی احسان عظیم فرمایا گیا ہے۔

"مومنہ کی بیٹی کے تو سمجھو نصیب کھل گئے' اتنا لائق' ہزاروں لاکھوں میں ایک لڑکا' انہوں نے تو سوچا بھی نہ ہو گا۔" میری سوچ کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا تھا۔ ابھی چند روز پہلے تک تو رفی آپا کو دیکھ لینے کے باوجود امی "ڈھنگ کی لڑکی" نہ ملنے کا رونا رو رہی تھیں۔ پھر ایک دم ان کے گھر میں یہ فیصلہ کس طرح کیا گیا جبکہ تیمور بھائی بھی یہاں نہیں تھے۔ میرے دل کو کچھ عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ کیا یہ سب کچھ صرف میرے اشو چچا کو شکست دینے کے لیے کیا گیا ہے۔ صائمہ باجی کی خود غرض اور زمانے سے اپنی پسند کی ہر چیز چھین لینے والی عادت۔ مجھے بچپن سے اب تک کئی چھوٹے بڑے واقعات یاد آ کر رہ گئے۔

یقیناً" یہی وجہ ہے ورنہ امی اور صائمہ باجی کبھی بھی اس طرح ہتھیلی پر سرسوں جمانے کے انداز میں رشتہ لے جانے والی نہیں تھیں۔

"ایک ہی اولاد ہے' دیکھو مومنہ اور ظہیر کیا کیا دیں گے' ویسے تو ظاہر ہے جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے۔" ایسی باتیں کرنا تو امی کی فطری مجبوری تھی لیکن میری دلچسپی اب ان کی باتوں میں ختم ہو چکی تھی۔ میری نظر تو چھوٹے لان کے دوسرے سرے پر بنے اس کمرے کی طرف بار بار جا رہی تھی جس میں اشو چچا اب نہ جانے کتنی دیر کے لیے گم ہو گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

دن رات بالکل بدل کر رہ گئے تھے۔ اشو چچا نے خود کو بظاہر سنبھال لیا تھا لیکن گہری اداسی اور بے بسی کا احساس ان کی آنکھوں میں مستقل ڈیرہ ڈال چکا تھا۔ انہوں نے خود کو بالکل الگ تھلگ کر لیا تھا۔ اول تو وہ مصروف ہی بہت رہنے لگے تھے۔ نہ جانے کیا کام تھا ان کے آفس کا جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا اور اگر گھر میں بھی ہوتے تو ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہی لگتا تھا۔ ان کی وہ جملے بازیاں' فیضی اور اسد کے ساتھ دلچسپ شرارتیں' امی سے لاڈ اٹھوانے کی عادت' غرض کہ کچھ بھی تو پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ میری بالکل بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں ان کے لیے کیا کروں۔ جتنی دیر وہ گھر میں رہتے میں ان کا سایہ بنی رہتی لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اشو چچا نے اپنے گرد ایک محل تعمیر کر لیا ہو' اداسی اور تنہائی کا محل' سات دروازوں اور اونچی اونچی فصیلوں والا محل جس میں وہ مقید تھے' اور میری لاکھ کوششوں کے باوجود وہ ساتواں در کھلنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

امی کی ممتا بھری نگاہ غافل نہیں تھی۔ اشو چچا کا دکھ ان کی روح تک میں اتر گیا تھا۔ لیکن اب تیمور بھائی کے رشتے پر اشو چچا کا پروپوزل نہیں دیا جا سکتا تھا کیونکہ اس طرح قریبی رشتوں میں نہ بھرنے والی دراڑ پڑ جاتی۔ یہ امی اور ابا کا مشترکہ فیصلہ تھا۔

امی' اشو چچا کا رشتہ اپنی بیٹی صائمہ کے ساتھ طے

Scanned by CamScanner

کرنے پر بے انتہا اصرار کر رہی تھیں لیکن امی نے واضح طور پر انکار کر دیا تھا۔ جس پر مامی سخت چراغ پا تھیں اور پچھلے تین ماہ سے ان کی ہمارے ہاں آمد و رفت ختم ہی ہو چلی تھی۔ ماموں جان البتہ چکر لگا لیتے تھے۔

"کچھ بھی ہو بھابھی جان ملیں یہ نہ ملیں میں اپنے بچے پر اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتی۔" امی نے مجھ سے کہا۔

مومنہ خالہ کی طرف سے اب تک خاموشی ہی تھی۔ سنا تھا کہ تیمور بھائی کے آنے کے بعد ہی کچھ فیصلہ ہو گا اور آج تیمور بھائی کو آئے تیسرا دن تھا۔

ابھی ابھی میری دوست فرح کا فون آیا تھا۔ وہ "آرٹ اینڈ کرافٹ" کے کسی کورس میں ایڈمیشن لینے کے لیے مجھ پر زور دے رہی تھی لیکن میرا دل ہی نہیں چاہا۔ گھر سے متعلق جن کاموں میں رنی آپا کے سامنے میری دلچسپی حد درجہ بڑھ گئی تھی وہ تو چند دن میں ہی ختم ہو گئی تھی۔ اب تو بس بے دلی سے روز مرہ کے کام نبٹا دیتی تھی۔

"کاش، رنی آپا کبھی ہمارے گھر نہ آتیں۔" میں پچھلے لان میں بیٹھی سوچ رہی تھی۔

جب اتنے سالوں سے ملنا جلنا نہیں تھا تو اب بھی نہ ہوتا تو کتنا اچھا تھا۔ میں ان ہی سوچوں میں گم تھی۔ اشو چچا حسب معمول غائب تھے۔ اس بار تو وہ تیمور بھائی سے بھی نہیں ملے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے تو اگر تیمور بھائی دو دن کے لیے بھی شہر سے باہر جاتے تھے تو وہ بے چین ہو جاتے اور اب جب کہ وہ اتنے مہینوں بعد واپس آئے تھے تو ملنا تو درکنار اشو چچا نے انہیں فون بھی نہیں کیا تھا۔

کل تیمور بھائی خود ہمارے گھر آئے تھے ان کی اچھی طرح خبر لینے کے لیے، لیکن کل بھی ان کی ملاقات نہیں ہو سکی۔

مجھے پکا یقین تھا کہ اشو چچا جان بوجھ کر کترا رہے ہیں شاید ڈرتے ہوں کہ تیمور بھائی سے اپنی بدلی ہوئی کیفیت کیسے چھپائیں گے۔

اچانک ہی لیفٹی کچن کی طرف سے سیڑھیاں اترتا ہوا نظر آیا۔

"باجی، ماموں جان وغیرہ آئے ہیں، اتنے بڑے مٹھائی کے دو ڈبے لے کر۔" اس نے ہاتھوں کے پھیلاؤ سے ڈبوں کا سائز بتانا چاہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مومنہ خالہ کی طرف سے ہاں ہو گئی ہے۔"

اگرچہ بات غیر متوقع نہیں تھی لیکن پھر بھی مجھے دھچکا لگا نہ جانے کیوں رہ رہ کر میرے دل کو امید تھی کہ شاید کچھ ایسا ہو جائے گا کہ میرے اشو چچا کی خوشیاں انہیں مل جائیں گی لیکن اب تو۔

میں نے اندر جانے کے لیے قدم بڑھائے ظاہر ہے اب چائے وغیرہ کا انتظام کرنا تھا کہ کچھ نانوس سے شور نے مجھے عجیب سی حیرت میں ڈال دیا، آواز تو سو فیصد ماموں جان کی تھی لیکن یہ لہجہ ان کا تو نہیں تھا۔ یہ تو کسی بڑے رعب داب والے آدمی کا انداز تھا۔ میں اسی کشمکش کے عالم میں برآمدے تک پہنچ گئی۔

"ہمارے بچے کوئی گڈے گڑیا نہیں کہ ہم جو چاہیں ان کے متعلق فیصلہ سنا دیں۔ انہیں اپنی زندگی جینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔"

ماموں جان کی آواز یہاں تک آ رہی تھی۔

"اس عورت کی کم عقلی میرے بچوں کی خوشیوں کو برباد کرے، یہ میں کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میری زندگی تو جیسے گزری تم سب کے سامنے ہے لیکن تیمور کا مجھے گھر کے ساتھ ساتھ دل بھی آباد رکھنا ہے۔"

"ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا بس اب آپ ریلیکس ہو جائیں بھائی صاحب۔" ابا نے انہیں شانوں سے تھامتے ہوئے کہا تو امی جو گھبرائی ہوئی پاس ہی کھڑی تھیں اپنے آنسو خشک کرنے لگیں۔

"ارے میری بیٹی وہاں کیوں کھڑی ہے۔ یہاں آؤ میرے پاس۔" میں جو ہال کے دروازے پر کھڑی اب تک اندر کی صورت حال سمجھنے سے قاصر تھی خاموشی سے ماموں جان کے نزدیک چلی آئی۔

"احمد، میری جھولی میں یہ خوشی ڈال دو۔ میں ہاتھ جوڑ کر تم سے التجا کرتا ہوں۔" ماموں جان نے ابا کے

Scanned by CamScanner

آگے واقعی ہاتھ جوڑ دیے تو ابا شرمندہ سے ہو گئے۔
"سب آپ ہی کے بچے ہیں بھائی صاحب' آپ پریشان مت ہوں۔"
"نہیں احمد! یہ تو تمہارا ظرف ہے' اگر تیمور مجھ سے کچھ نہ کہتا تو انجانے میں تین زندگیاں برباد ہو جاتیں۔" ماموں جان اب کرسی پر بیٹھ چکے تھے لیکن میں تو اب تک صورت حال پر غور کے بجائے ماموں جان کے بدلے انداز پر حیران تھی۔ وہ کتنے دبنگ لگ رہے تھے اور خاموش آنسو بہاتی مامی کس قدر کمزور' مجھے تو ان پر رحم آنے لگا۔ اس طرح سب کے سامنے ماموں جان ان کی گوشمالی کریں گے' میرے تو کبھی تصور میں بھی نہیں تھا۔ نہ جانے گھر میں کیا کچھ کہہ کر آئے ہوں گے۔
"بس کریں بھابھی جان' آپ کیوں دل چھوٹا کر رہی ہیں۔ یہ باتیں تو زندگی کے ساتھ چلتی ہی ہیں۔" امی نے مامی کو گلے لگا لیا۔
"تم سب مجھے معاف کر دو فرخندہ' میں ہمیشہ سب کے دل دکھاتی چلی آئی' میں نے بڑی ہونے کے باوجود بھی بڑا بن کر نہ دکھایا' اپنی خواہشوں کی غلام بن کر رہ گئی تھی۔" وہ ایک بار پھر رو پڑیں۔
"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ' ہمیں تو آپ سے کوئی شکایت نہیں۔" امی ان کی مسلسل دل جوئی کر رہی تھیں۔
"نہ جانے میری عقل پر کیوں پتھر پڑ گئے تھے۔ میں تو تب سمجھوں گی کہ تم نے مجھے معاف کر دیا جب تم نازی کے لیے ہاں کرو گی۔" مامی نے محبت سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا تو یک دم میری سمجھ میں ساری بات آتی چلی گئی۔ اس کے بعد تو میرا وہاں اک پل ٹھہرنا بھی محال تھا۔
"میری تو یہ دیرینہ خواہش تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ یہی میرے بیٹے کی آرزو تھی۔" ماموں جان کی آواز باہر برآمدے میں صاف سنائی دے رہی تھی۔
"میں نے پرسوں کی فلائٹ کی بکنگ کراچی کے لیے کرالی ہے' ان شاء اللہ اشعر اور رنی کی بات طے کر کے ہی لوٹیں گے پھر جیسے سہولت ہو' کوئی رسم وغیرہ کر لیں گے۔" ماموں جان ابا سے مخاطب تھے۔
"جیسے آپ کی مرضی۔" ابا جان نے کہا۔
"اور ہاں صائمہ کے لیے میرے بچپن کے دوست فرید احمد اپنے بیٹے کے لیے خواہش مند ہیں۔ اچھا لائق لڑکا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے ایم ایس کر کے لوٹا ہے۔ بہت اچھے اور سلجھے ہوئے لوگ ہیں۔ میں نے انہیں اپنی رضامندی دے دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ صائمہ بھی ان کے ساتھ رہ کر اپنی عادتیں سنوار لے گی۔" ماموں جان تو آج صرف اپنے فیصلے سنا رہے تھے۔
میں کچھ عجیب سے احساسات کا شکار ہو رہی تھی۔ شرم گھبراہٹ میں سب کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا۔
اور آج اس خوب صورت شام میں مجھے تیمور کے نام کی انگوٹھی پہنائی جانی ہے۔ دو روز قبل ہی ہم لوگ اشعر اور رنی آپا کی منگنی کی رسم ادا کر کے آئے ہیں۔ اور اگلے جمعہ کو صائمہ باجی کی منگنی ہے۔ سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ وہ خوش بھی بہت ہیں۔ ہے نا حیرت کی بات!
اب جب کہ گھر میں بڑا خوشگوار سا ہنگامہ پھیلا ہوا ہے مجھے وہ خاموش سی سہ پہر یاد آ رہی ہے جب تیمور بھائی اپنی آمد کے دوسرے دن ہمارے ہاں آئے تھے۔ میں بلا مقصد ہی برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔ جب وہ کھلے ہوئے گیٹ سے مجھے اندر داخل ہوتے دکھائی دیے۔ امی اس وقت اوپر کی منزل میں کسی کام میں مصروف تھیں۔ کیفی حسب عادت ان کے ساتھ تھا۔ ابا ابھی تک لوٹے نہیں تھے۔ غرض پیچھے سناٹا تھا۔
سرخ اینٹوں کی روش کو تیز قدموں سے پار کرتے ہوئے وہ اسی طرف آ رہے تھے کہ پل کے ہزارویں حصے میں میں نے فیصلہ کیا۔
"تیمور بھائی! میری ایک بات سن لیں پلیز۔" میں نے انہیں لان میں ہی جا پکڑا۔
"الٰہی خیر۔ نہ سلام نہ دعا' آخر اتنے مہینوں بعد آیا ہوں کم از کم خیریت ہی پوچھ لیتیں۔" وہ بڑے ہشاش

Scanned by CamScanner

بشاش تھے۔

"خیریت سے تو آپ نظر آرہے ہیں۔ خیر السلام علیکم۔" میں نے قرض اتارنے کے انداز میں سلام کیا تو وہ ہنس پڑے۔

"وعدہ کریں، جو بات میں آپ سے کہوں گی آپ ضرور مانیں گے۔" میں نے گھر والوں کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر فائنل راؤنڈ کھیلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"لڑکی! مجھے اس وقت تم بہت مشکوک دکھائی دے رہی ہو، کہیں مروا نہ دینا۔" انہوں نے مصنوعی سنجیدگی اختیار کر لی تھی۔ "خیر کہو، کیونکہ کہے بغیر تمہارا نو گی نہیں۔"

"تیمور بھائی! آپ رنی آپا سے شادی سے انکار کر دیں۔ پلیز، دیکھیں وہ اور اشو چچا ایک دوسرے کو بہت پسند کرتے ہیں۔ آپ نے تو انہیں دیکھا بھی نہیں ہے۔ آپ کو کچھ فرق نہیں پڑے گا لیکن اشو چچا بہت زیادہ ہرٹ ہوئے ہیں۔" میں نے ایک ہی سانس میں سب کچھ ان کے گوش گزار کیا۔

"آہا۔" تیمور بھائی نے ایک گہرا سانس لیا جیسے کوئی بھاری بوجھ ان کے سر سے اتر گیا ہو۔

"اچھا پھر میرا کیا بنے گا، بڑی مشکل سے تو والدہ ماجدہ کو کوئی لڑکی پسند آئی ہے۔"

"ارے آپ بالکل فکر نہ کریں، اچھی سے اچھی لڑکی آپ کو مل جائے گی، آپ تو خود اتنے اچھے ہیں۔" میں نے انہیں تھوڑا سا مکھن لگانا ضروری خیال کیا۔ ویسے بھی بیرون ملک کی آب و ہوا نے ان کی شخصیت پر اچھا اثر ڈالا تھا۔

"چلو کم از کم یہ تو پتا چلا کہ میں کتنا اچھا ہوں، اب ذرا میں پھوپھی جان سے مل لوں۔" انہوں نے اندر جانے کے لیے قدم بڑھائے تو میں بوکھلا گئی۔

"ارے میری بات کا جواب تو دے دیں۔ آپ منع کر دیں گے نا۔؟" میری ساری محنت بے کار جا رہی تھی۔

"دیکھیں گے، ویسے یہ بڑوں کے فیصلے ہیں اور آفٹر آل میں ایک مشرقی لڑکا ہوں۔" انہوں نے فیضی کو دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا۔ جو سامنے سیڑھیوں سے تیمور بھائی آگئے کے نعرے لگاتا ہوا آرہا تھا اور اس کے پیچھے امی تھیں۔

اب کوئی اور بات کرنے کا وقت نہیں تھا۔ مجھے شدید غصہ آرہا تھا۔

"ہیں تو آخر امی کے بیٹے اور صائمہ باجی کے بھائی ہی، خوامخواہ اتنی دیر خوشامد کی۔" میں نے زیر لب تیمور بھائی کی شان میں گستاخی کی۔

"کچھ بات بھی نہیں بنی اور اگر انہوں نے کسی سے یہ سب کہہ دیا تو جوتے پڑنے کا خدشہ الگ، امی تو مجھے کبھی نہیں بخشیں گی۔"

میں نے سامنے پڑے لکڑی کے چھوٹے سے ٹکڑے کو پاؤں کی ٹھوکر سے دور پھینکتے ہوئے اپنا غصہ اتارا۔

☼ ☼ ☼

جس وقت میں عقلمندوں کی سرداری سنبھالے تیمور بھائی کو صلواتیں سنا رہی تھی، میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ تیمور نے تو گھر پہنچتے ہی اس رشتے سے انکار کر دیا ہے اور صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ "نازی" کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کریں گے۔ ہاں اشو چچا والے معاملے سے وہ میری زبانی ہی باخبر ہوئے تھے جس کے بعد انہوں نے ماموں جان کو اعتماد میں لے لیا تھا۔

مجھے کیا معلوم تھا کہ میری اشو چچا اور رنی آپا کے لیے کی جانے والی بے پناہ دعائیں ان کے ساتھ ساتھ خود میرا نصیب بھی جگا رہی ہیں۔

اشو چچا کی خوشی سے کھنکتی آواز ہمارے سارے گھر میں پھول کھلا رہی ہے۔ طمانیت کا گہرا احساس میرے دل میں اترتا جا رہا ہے۔ ساتواں دروازہ آخر کار کھل ہی گیا میں نے وہ اسم چھو لیا تھا۔

Scanned by CamScanner